جس نے کسی مسلمان کی تکفیر کی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا

جس نے بھی کسی مسلمان کو اے کافر کہا تو ان دونوں میں سے کسی کی طرف لوٹ آتا ہے۔

اور مسلم میں اتنا اضافہ ہے

إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ

اگر وہ ویسا ہی ہے جیسا اسنے کہا ورنہ اسی کی طرف لوٹ آتی ہے۔

(بخاری، کتاب الادب: اس شخص کا بیان جس نے اپنے بھائی کو بلا کسی تاویل کے کافر یا کچھ اور کہا، مسلم: اس شخص کے ایمان کا حال جو اپنے مسلم بھائی کو کافر کہے)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِصَاحِبِهِ يَا كَافِرُ فَإِنَّهَا تَجِبُ عَلَى أَحَدِهِمَا

فَإِنْ كَانَ الَّذِي قِيلَ لَهُ كَافِرٌ فَهُوَ كَافِرٌ وَإِلَّا رَجَعَ إِلَيْهِ مَا قَالَ

جس نے اپنے ساتھی کو کافر کہا تو وہ ان دونوں میں سے کسی پر واجب ہو جاتی ہے پس اگر وہ کافر ہے جسے کافر کہا گیا تو وہ کافر ہے ورنہ اس پر اس کا کفر واجب ہو جاتی ہے۔

(مسند احمد: مسند المکثرین من الصحابة: عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی مسند: شعیب الارنؤوط کی تعلیق: اس کی سند صحیح ہے اور شیخین کی شرط پر ہے)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

أَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَكْفَرَ رَجُلًا مُسْلِمًا فَإِنْ كَانَ كَافِرًا وَإِلَّا كَانَ هُوَ الْكَافِرُ

جس مسلمان آدمی نے کسی مسلمان کو کافر کہا اگر وہ کافر ہے تو وہ کافر ہے ورنہ کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ (ابوداؤد: ابن عمر رضی اللہ عنہ) (صحیح: صحیح الجامع: ۲۷۲۷)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

مَا أَكْفَرَ رَجُلٌ رَجُلاً قَطُّ إِلَّا بَاءَ أَحَدُهُمَا بِهَا إِنْ كَانَ كَافِراً وَإِلَّا كُفِّرَ بِتَكْفِيرِهِ

کوئی آدمی کسی آدمی کو جب کافر کہتا ہے تو ان دونوں میں سے کسی پر وہ چیز واجب ہوتی ہے اگر وہ کافر ہے جسے کافر کہا گیا ورنہ کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

(ابن حبان) (صحیح لغیرہ: صحیح الترغیب: ۲۷۷۵)

وہ اسباب جس کی وجہ سے کسی شخص پر تکفیر کا حکم نہیں لگا سکتے

۱- جہالت

ابن عبدالبر کہتے ہیں

وَقَدْ وَرَدَتْ آيَاتٌ فِي الْقُرْآنِ مُحْكَمَاتٌ تَدُلُّ أَنَّهُ لَا يُكَفَّرُ أَحَدٌ إِلَّا بَعْدَ الْعِلْمِ وَالْعِنَادِ

بیشمار آیتیں قرآن میں وارد ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ کسی کو کافر نہیں کہا جاتا ہے مگر جہالت اور دشمنی کی وجہ سے۔ (التمھید ج۱۷ص۱۷)

۲- جو جہالت کی وجہ سے عقیدہ میں ناقص ہو

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

كَانَ رَجُلٌ يُسْرِفُ عَلَى نَفْسِهِ

فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِيهِ:

إِذَا أَنَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي ثُمَّ اطْحَنُونِي ثُمَّ ذَرُّونِي فِي الرِّيحِ

فَوَاللَّهِ لَئِنْ قَدَرَ عَلَيَّ رَبِّي لَيُعَذِّبَنِّي عَذَابًا مَا عَذَّبَهُ أَحَدًا

فَلَمَّا مَاتَ فُعِلَ بِهِ ذَلِكَ فَأَمَرَ اللَّهُ الْأَرْضَ فَقَالَ اجْمَعِي مَا فِيكِ مِنْهُ فَفَعَلَتْ

فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ قَالَ يَا رَبِّ خَشْيَتُكَ فَغَفَرَ لَهُ

ایک آدمی تھا جس نے اپنے نفس پر زیادتی کی جب اس کے موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے بچوں سے کہا جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا پھر پیس دینا پھر مجھ کو ہوا میں اڑا دینا اللہ کی قسم اگر اللہ نے مجھ پر اختیار پالیا تو مجھ کو ایسا عذاب دیگا جیسا عذاب اس نے کسی کو نہ دیا ہو جب اس کا انتقال ہوا تو اس کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا تو اللہ نے زمین کو حکم دیا جمع کر جو کچھ تیرے پاس اس سے ہے تو زمین نے جمع کیا پس جب وہ کھڑا ہوا یو اللہ نے کہا تو نے اپنی اولاد کو ایسی وصیت کیوں کی تھی اس نے کہا اے اللہ تیرے ڈر کی وجہ سے تو اللہ نے اس کو بخش دیا۔

(بخاری: احادیث الانبیاء: غار والی حدیث کی بیان۔ مسلم: التوبہ:۴، اللہ کی رحمت کی وسعت کا بیان کہ وہ اللہ کے غصہ پر سبقت کرگئی ہے)

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں

فَهَذَا الرَّجُلُ ظَنَّ أَنَّ اللَّهَ لا يَقْدِرُ عَلَيْهِ إِذَا تَفَرَّقَ هَذَا التَّفَرُّقَ

فَظَنَّ أَنَّهُ لا يُعِيْدُهُ إِذَا صَارَ كَذَلِكَ

وَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْ إِنْكَارِ قُدْرَةِ اللَّهِ تَعَالَى وَإِنْكَارِ مَعَادِ الْأَبْدَانِ وَإِنْ تَفَرَّقَتْ كَفَرَ .

لَكِنَّهُ كَانَ مَعَ إِيمَانِهِ بِاللَّهِ وَإِيمَانِهِ بِأَمْرِهِ وَخَشْيَتِهِ مِنْهُ

جَاهِلًا بِذَلِكَ ضَالًّا فِي هَذَا الظَّنِّ مُخْطِئًا فَغَفَرَ اللَّهُ لَهُ ذَلِكَ

اس آدمی نے گمان کیا جب اس کے ساتھ ایسا ایسا کردیا جائے گا تو اللہ اس پر قادر نہیں ہوسکتا اس نے گمان کیا اللہ دوبارہ اس کو نہیں لوٹا سکتا ہے جب اس کے ساتھ ایسا کیا جائے گا۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے قدرت کا انکار اور جسم کا دوبارہ لوٹائے جانے کا انکار موجود ہے اگرچہ اسکو ٹکڑا ٹکڑا کیا گیا (اس کا یہ عقیدہ) کفریہ عقیدہ ہے حالانکہ اس کا اللہ کی ذات پر ایمان اس کی قدرت پر ایمان اس کے احکام پر ایمان اور اس سے ڈرتا بھی تھا۔ اس جہالت کی وجہ سے اپنے گمان میں گمراہ ہوا اور خطاء کیا۔ تو اللہ نے اس کو اس وجہ سے معاف کردیا۔ (المجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ: ج۴ص۱۰۹)

۲۔ بغیر علم کے جس نے شرکیہ کام کیا

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

لَمَّا قَدِمَ مُعَاذٌ مِنْ الشَّامِ سَجَدَ لِلنَّبِيِّ

قَالَ مَا هَذَا يَا مُعَاذُ

قَالَ أَتَيْتُ الشَّامَ فَوَافَقْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِأَسَاقِفَتِهِمْ وَبَطَارِقَتِهِمْ

فَوَدِدْتُ فِي نَفْسِي أَنْ نَفْعَلَ ذَلِكَ بِكَ

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ فَلَا تَفْعَلُوا

فَإِنِّي لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِغَيْرِ اللَّهِ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا

جب معاذ یمن سے آئے تو نبی ﷺ کیلئے سجدہ کیا نبی ﷺ نے کہا اے معاذ یہ کیا ہے معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے شام میں دیکھا لوگ اپنے سلاطین اور بادشاہوں کو سجدہ کرتے ہیں تو میں آپ کیلئے بہتر جانا کہ آپ کیلئے سجدہ کروں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کروا گر میں سجدہ کی اجازت کسی کیلئے دیتا کہ وہ غیر اللہ کو سجدہ کرے تو میں عورتوں کو اجازت دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ (ابن ماجہ: کتاب النکاح: بیوی پر شوہر کا حق)

شوکانی کہتے ہیں

اَلْحَدِيْثُ دَلِيْلٌ عَلَى أَنَّ مَنْ سَجَدَ جَاهِلاً لِغَيْرِ اللّٰهِ لَمْ يُكَفِّرْ

یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ جہالت میں کیا گیا سجدہ انسان کو کافر نہیں بناتا ہے۔
(نیل الاوطار: ولیمہ کی کتاب، اہل کے ساتھ حسن سلوک کا بیان اور میاں بیوی کے حقوق)

۳۔جس نے اہل علم صاحب ایمان اور اسلامی ماحول کے نہ ملنے کہ وجہ سے فرائض چھوڑ دیا

حذیفہ بن یمان کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

يَدْرُسُ الْإِسْلَامُ كَمَا يَدْرُسُ وَشْيُ الثَّوْبِ
حَتَّى لَا يُدْرَى مَا صِيَامٌ وَلَا صَلَاةٌ وَلَا نُسُكٌ وَلَا صَدَقَةٌ
وَلَيُسْرَى عَلَى كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي لَيْلَةٍ فَلَا يَبْقَى فِي الْأَرْضِ مِنْهُ آيَةٌ
وَتَبْقَى طَوَائِفُ مِنْ النَّاسِ الشَّيْخُ الْكَبِيرُ وَالْعَجُوزُ
يَقُولُونَ أَدْرَكْنَا آبَائَنَا عَلَى هَذِهِ الْكَلِمَةِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَنَحْنُ نَقُولُهَا
فَقَالَ لَهُ صِلَةُ مَا تُغْنِي عَنْهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَهُمْ لَا يَدْرُونَ مَا صَلَاةٌ وَلَا صِيَامٌ وَلَا نُسُكٌ وَلَا صَدَقَةٌ
فَأَعْرَضَ عَنْهُ حُذَيْفَةُ ثُمَّ رَدَّهَا عَلَيْهِ ثَلَاثًا كُلَّ ذَلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ حُذَيْفَةُ
ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِ فِي الثَّالِثَةِ فَقَالَ يَا صِلَةُ تُنْجِيهِمْ مِنْ النَّارِ ثَلَاثًا

اسلام پرانا ہو جائے گا جس طرح کپڑا پرانا ہوتا ہے یہاں تک کہ انسان کو یہ بھی نہیں معلوم ہوگا نماز روزہ صدقہ قربانی کیا ہے اللہ کی کتاب پر ایک رات ایسی آئے گی کہ ایک آیت بھی باقی نہیں ہوگی اور لوگوں میں بڑے بوڑھے اور کھوسٹ بوڑھے باقی بچیں گے وہ کہیں گے ہم اپنے باپ داداؤں کو اسی کلمہ لا الہ الا اللہ پر پایا ہے اور ہم وہی کہتے ہیں۔تو ان سے صلہؒ نے کہا: لا الہ الا اللہ ان کو کفایت نہیں کرے گا جب کہ ان کو تو اتنا بھی نہیں معلوم نماز، روزہ، قربانی، صدقہ، کیا ہے حذیفہ نے اپنا چہرہ پھیر لیا اور صلہؒ دہراتے رہے، حذیفہ ہر بار اعراض کرتے رہے۔ پھر تیسری بار متوجہ ہوئے اور کہا اے صلہ: (یہ کلمہ) انکو نجات دلا دیگا آگ سے۔ اس جملے کو انہوں تین بار دھرایا۔
(ابن ماجہ: کتاب الفتن: قیامت کے قریب قرآن اور علم اٹھ جائیں گے)

ابن تیمیہ کہتے ہیں

وَالصَّحِيحُ الَّذِي تَدُلُّ عَلَيْهِ الْأَدِلَّةُ الشَّرْعِيَّةُ :
أَنَّ الْخِطَابَ لَا يَثْبُتُ فِي حَقِّ أَحَدٍ قَبْلَ التَّمَكُّنِ مِنْ سَمَاعِهِ ؛
فَإِنَّ الْقَضَاءَ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ فِي الصُّوَرِ الْمَذْكُورَةِ وَنَظَائِرِهَا مَعَ اتِّفَاقِهِمْ عَلَى انْتِفَاءِ الْإِثْمِ
لِأَنَّ اللَّهَ عَفَا لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَنْ الْخَطَإِ وَالنِّسْيَانِ
فَإِذَا كَانَ هَذَا فِي التَّأْثِيمِ فَكَيْفَ فِي التَّكْفِيرِ

وَكَثِيرٌ مِنْ النَّاسِ قَدْ يَنْشَأُ فِي الْأَمْكِنَةِ وَالْأَزْمِنَةِ الَّذِي يَنْدَرِسُ فِيهَا كَثِيرٌ مِنْ عُلُومِ النُّبُوَّاتِ
حَتَّى لَا يَبْقَى مَنْ يُبَلِّغُ مَا بَعَثَ اللَّهُ بِهِ رَسُولَهُ مِنْ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ
فَلَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا يَبْعَثُ اللَّهُ بِهِ رَسُولَهُ وَلَا يَكُونُ هُنَاكَ مَنْ يُبَلِّغُهُ ذَلِكَ وَمِثْلُ هَذَا لَا يَكْفُرُ
وَلِهَذَا اتَّفَقَ الْأَئِمَّةُ عَلَى أَنَّ مَنْ نَشَأَ بِبَادِيَةٍ بَعِيدَةٍ عَنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْإِيمَانِ
وَكَانَ حَدِيثَ الْعَهْدِ بِالْإِسْلَامِ فَأَنْكَرَ شَيْئًا مِنْ هَذِهِ الْأَحْكَامِ الظَّاهِرَةِ الْمُتَوَاتِرَةِ
فَإِنَّهُ لَا يُحْكَمُ بِكُفْرِهِ حَتَّى يَعْرِفَ مَا جَاءَ بِهِ الرَّسُولُ...)ثم ذكر هذا الحديث)

صحیح بات وہ ہے جسے شرعی عدالت نے بیان کیا ہے کسی کے حق میں خطاب اس وقت تک ثابت نہیں ہوتی ہے مکمل سننے سے پہلے مذکورہ صورت میں فیصلہ واجب نہیں ہوتا ہے........اس لئے کہ اللہ نے اس امت سے خطا اور نسیان کو معاف کر دیا ہے تو جب اس کو گناہ ہی نہیں مانا تو کفر کیسے کہہ سکتے ہیں اور اکثر لوگ ایسے دور میں زندگی گزار رہے ہیں جس میں بہت زیادہ نبوی علم پایا جاتا ہے یہاں تک کہ ایسے لوگ باقی رہیں جن تک نہیں پہونچیگا وہ جو کتاب وحکمت دیکر اللہ نے انبیاء ورسل کو بھیجا تھا تو اکثر کو نہیں معلوم کہ اللہ نے اپنے رسول کو کیا دیکر بھیجا ہے اور وہاں کوئی ایسا بھی نہیں تھا جو ان کو دعوت وتبلیغ دیتا اور اسی طرح کی کچھ اور شکلیں بن سکتی ہیں اس وجہ سے انسان کافر نہیں ہوتا ہے اسی وجہ سے ائمہ نے اتفاق کیا ہے کہ جو اہل علم وایمان سے دور دیہات میں موجود ہو اور نیا نیا مسلمان ہو اور ظاہری متواتر احکام میں سے کسی احکام کا انکار کرے ایسے شخص پر کفر کا حکم نہیں لگا سکتے جب تک اس کو یہ نہ معلوم ہو جائے کہ رسول اللہ ﷺ کیا لیکر آئے ہیں پھر گزشتہ حدیث بیان کیا۔ (المجموع الفتاوی)

۴۔ جس نے کفریہ کلمہ کہا اور وہ نیا نیا مسلمان ہو

ابو واقد اللیثی کہتے ہیں

خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (إِلٰى حُنَيْنٍ وَنَحْنُ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِكُفْرٍ
وَكَانُوْا أَسْلَمُوْا يَوْمَ الْفَتْحِ
قَالَ فَمَرَرْنَا بِشَجْرَةٍ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِجْعَلْ لَنَا ذَاتَ نِوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتَ أَنْوَاطٍ
وَكَانَ لِلْكُفَّارِ سِدْرَةٍ يَّعْكُفُوْنَ حَوْلَهَا وَيُعَلِّقُوْنَ بِهَا أَسْلِحَتَهُمْ يَدْعُوْنَهَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ
فَلَمَّا قُلْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ (قَالَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ
وَقُلْتُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيْلَ لِمُوْسٰى
اِجْعَلْ لَنَا إِلٰهاً كَمَا لَهُمْ آلِهَةً قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ
لَتَرْكَبُنَّ سُنَنٌ مِنْ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

ہم حنین کی طرف نکلے اور ہم نئے نئے کفر سے اسلام میں آئے انہوں نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا تھا تو ہمارا گزر ایک درخت کے پاس سے ہوا ہم نے کہا اے اللہ رسول ہمارے لئے ذات انواط بنادیں جس طرح ان لوگوں کیلئے ذات انواط ہے کفار کیلئے ایک درخت تھا جس کے اردگرد وہ لوگ بیٹھا کرتے تھے اور اس پر تلوار لٹکایا کرتے تھے اس کو ذات انواط کہتے تھے جب ہم نے نبی ﷺ سے کہا تو آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا پھر کہا تم لوگوں نے وہی بات کی جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا ہمارے لئے معبود بنادے جس طرح جس طرح ان لوگوں کے لئے معبود ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا تم جاہل قوم ہو یقیناً تم ان کے راستے پر چلو گے جو تم سے پہلے گزر گئے ہیں۔

(ترمذی، احمد، ابن ابی عاصم نے ''السنۃ'' میں اور لفظ بھی انہی کا ہے) (ظلال الجنۃ: ۷۶، شیخ البانی نے صحیح کہا ہے)

امام محمد بن عبدالوہابؒ نے کہا:

هٰذِهِ الْقِصَّةُ تُفِيْدُ أَنَّ الْمُسْلِمَ بَلِ الْعَالِمُ قَدْ يَقَعُ فِي أَنْوَاعٍ مِّنَ الشِّرْكِ لا يَدْرِي عَنْهَا

فَتُفِيْدُ التَّعَلُّمَ وَالتَّحَرُّزَ ...

وَتُفِيْدُ أَيْضًا أَنَّ الْمُسْلِمَ الْمُجْتَهِدَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلَامِ كُفْرٍ وَهُوَ لَا يَدْرِي

فَنُبِّهَ عَلَى ذٰلِکَ فَتَابَ مِنْ سَاعَتِهِ أَنَّهُ لَا يُكَفَّرُ

یہ قصہ اس بات کا فائدہ دیتی ہے کہ مسلم بلکہ عالم بھی لاعلمی کی وجہ بعض شرکیہ کام کر لیتے ہیں اور اس بات کا بھی فائدہ دیتی ہے مسلم مجتہد کبھی کبھی لاعلمی کی وجہ سے کفریہ بات کر لیتا ہے جب اسکو آگاہ کیا جاتا ہے تو وہ اس سے اسی وقت توبہ کرتا ہے اس وجہ سے اس کو کافر نہیں کہہ سکتے۔

(کشف الشبھات: تیرہویں فصل: اس شخص کا حکم جو مسلمانوں میں سے ہو جہالت کی وجہ سے شرک کردے پھر اس سے توبہ کرے)

۲۔خطاء

ا- خطاء کا معنی

ابن منظور نے کہا

اَلْخَطَأُ وَالْخَطَاءُ ضِدُّ الصَّوَابِ وَقَدْ أَخْطَأَ...

وَقِيْلَ خَطِءَ إِذَا تَعَمَّدَ وَأَخْطَأَ إِذَا لَمْ يَتَعَمَّدْ...

خطاء درستگی کا الٹا ہے اور ''خطی'' کہا جاتا ہے جب جان بوجھ کر کرے اور اخطاء کہتے ہیں جب انجانے میں غلطی کرے۔

اموی کہتے ہیں

اَلْمُخْطِءُ مَنْ أَرَادَ الصَّوَابَ فَصَارَ إِلٰى غَيْرِهِ

المخطی وہ ہے جس نے صواب کا ارادہ کیا لیکن خطاء ہوگئی اور الخاطی وہ ہے جو جان بوجھ کر وہ کام کرے جو اس کیلئے مناسب نہیں ہے۔ (لسان العرب)

۲۔خطا کو معاف کیا جائے گا

اللہ تعالیٰ فرمایا ہے

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا

اے میرے رب میرا مواخذہ نہ کرنا اگر میں بھول گیا یا مجھ سے کوئی خطا ہوئی۔ (البقرۃ۲:۲۸۶)

ابن عباس کی روایت میں ہے

فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ﴾ قَالَ قَدْ فَعَلْتُ

اللہ تعالیٰ نے نازل کیا اللہ کسی پر اتنا بوجھ نہیں ڈالتا جتنا وہ برداشت نہ کر سکے اس نے جو بھلائی کی اس کا بدلہ پائے گا اور جو برائی کی اس بدلہ پائے گا اے اللہ جو کچھ مجھ سے بھول ہوئی یا خطا ہوا اس پر مجھ سے مواخذہ نہ کرنا ابن عباس کہتے ہیں میں نے کیا۔

(مسلم: کتاب الایمان: اس بات کا بیان کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو ان کی طاقت ہی کے مطابق مکلف کرتا ہے)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَيْهِ

بیشک اللہ نے میری امت سے خطا اور بھول اور وہ جو زبردستی کرایا جائے۔

(احمد، ابن ماجہ: ابوذر رضی اللہ عنہ) (طبرانی، حاکم: ابن عباس رضی اللہ عنہ) (طبرانی: ثوبان رضی اللہ عنہ) (لفظ ابن ماجہ کے ہیں) (صحیح: صحیح الجامع: ۱۷۳۱)

اور بغیر علم کے بات کیا تو وہ گنہگار اور نافرمان ہے۔

ابن رجب نے کہا

وَالْأَظْهَرُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَنَّ النَّاسِي وَالْمُخْطِءُ إِنَّمَا عُفِيَ عَنْهُمَا بِمَعْنَى رُفِعَ الْإِثْمُ عَنْهُمَا
لِأَنَّ الْإِثْمَ مُرَتَّبٌ عَلَى الْمَقَاصِدِ وَالنِّيَّاتِ وَالنَّاسِي وَالْمُخْطِءُ لَا قَصْدَ لَهُمَا فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِمَا
وَأَمَّا رَفْعُ الْأَحْكَامِ عَنْهُمَا فَلَيْسَ مُرَاداً مِّنْ هٰذِهِ النُّصُوْصِ فَيَحْتَاجُ فِي ثُبُوْتِهَا وَنَفْيِهَا إِلَى دَلِيْلٍ آخَرَ.

یہ بات بالکل واضح ہے اللہ جانتا ہے بھولنے والا اور خطا کرنے والا معاف ہے اسلئے کہ ان دونوں پر گناہ ہی نہیں ہے گناہ تو ان پر ہوتا ہے جو نیت و ارادہ رکھتے ہوں اور بھولنے والا اور خطا کرنے والا جب اس کی نیت ہی نہیں تو گناہ کیسے ہوگا اور ان سے تو گناہ کا حکم اٹھالیا گیا ہے بھولنے والے اور خطا کرنے والے کیلئے واضح ثبوت چاہئے۔
(جامع العلوم والحکم:٣٩)

٣- گناہ اس وقت ہوتا ہے جب جان بوجھکر کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ فرمایا ہے

وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُم بِهِ وَلَكِن مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ
وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا

تم پر کوئی گناہ نہیں ہے جو تم سے خطا کے طور پر ہوجائے لیکن گناہ وہ ہے جو تم جان بوجھ کر کرو اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ (الاحزاب ٣٣:٥)

٣- خطا اجتھاد میں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ
وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ

جب حاکم فیصلہ کرے اجتھاد کی روشنی میں اور صواب کو پہونچ جائے تو اس کیلئے دو اجر ہے اور اگر اجتھاد میں غلطی ہوئی تو ایک اجر ہے۔
(بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ: عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) (احمد، متفق علیہ، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) (صحیح: صحیح الجامع:٤٩٣)

ابن تیمیہ کہتے ہیں

وَأَمَّا " التَّكْفِيرُ : "
فَالصَّوَابُ أَنَّهُ مَنْ اجْتَهَدَ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ (وَقَصَدَ الْحَقَّ فَأَخْطَأَ :
لَمْ يُكَفَّرْ ؛ بَلْ يُغْفَرُ لَهُ خَطَؤُهُ .
وَمَنْ تَبَيَّنَ لَهُ مَا جَاءَ بِهِ الرَّسُولُ فَشَاقَّ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى
وَاتَّبَعَ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ : فَهُوَ كَافِرٌ .
وَمَنْ اتَّبَعَ هَوَاهُ وَقَصَّرَ فِي طَلَبِ الْحَقِّ وَتَكَلَّمَ بِلَا عِلْمٍ : فَهُوَ عَاصٍ مُذْنِبٌ .
ثُمَّ قَدْ يَكُونُ فَاسِقًا وَقَدْ تَكُونُ لَهُ حَسَنَاتٌ تَرْجَحُ عَلَى سَيِّئَاتِهِ
فَ " التَّكْفِيرُ " يَخْتَلِفُ بِحَسَبِ اخْتِلَافِ حَالِ الشَّخْصِ
فَلَيْسَ كُلُّ مُخْطِءٍ وَلَا مُبْتَدِعٍ وَلَا جَاهِلٍ وَلَا ضَالٍّ يَكُونُ كَافِرًا ؛

بَلْ وَلَا فَاسِقًا بَلْ وَلَا عَاصِيًا

رہا تکفیر کا معاملہ تو بہتر بات یہ ہے کہ امت محمد میں سے جس نے اجتھاد کیا حق کے ارادے سے لیکن خطا کر گیا تو اس کو کافر نہیں کہہ سکتے ہیں بلکہ اس کے خطا کو معاف کیا جائے گا اور جس کیلئے وہ بات واضح ہوگئی جو رسول اللہ ﷺ لیکر آئے تھے اور اس نے نبی ﷺ کی مخالفت کی ھدایت کے آجانے کے بعد اور اس نے مومنین کے راستے کی مخالفت کی تو وہ کافر ہے۔ اور جس نے خواہشات کی پیروی کی اور حق کے طلب میں کوتاہی کی اور بلا علم بات کی تو وہ نافرمان گنہگار ہے

پھر بسا اوقات اس کو اس کے گناہ کے اعتبار سے فاسق کہا جاتا ہے اور کبھی ثواب بھی پاتا ہے تو کفر کا حکم شخصیت کے حالات کے اختلاف کو دیکھ کر لگایا جا سکتا ہے تو ہر خطا کرنے والا ہر بدعتی ہر جاہل اور گمراہ کافر نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ بسا اوقات گنہگار اور فاسق بھی نہیں ہوتا ہے۔ (المجموع الفتاوی: ج۱۲ص۱۸۰)

۳- تاویل

۱- جس نے کسی نص کی مخالفت کی ہے دوسرے نص کی وجہ سے

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں

وَالتَّكْفِيرُ هُوَ مِنْ الْوَعِيدِ .

فَإِنَّهُ وَإِنْ كَانَ الْقَوْلُ تَكْذِيبًا لِمَا قَالَهُ الرَّسُولُ

لَكِنْ قَدْ يَكُونُ الرَّجُلُ حَدِيثَ عَهْدٍ بِإِسْلَامٍ أَوْ نَشَأَ بِبَادِيَةٍ بَعِيدَةٍ .

وَمِثْلُ هَذَا لَا يَكْفُرُ بِجَحْدِ مَا يَجْحَدُهُ حَتَّى تَقُومَ عَلَيْهِ الْحُجَّةُ .

وَقَدْ يَكُونُ الرَّجُلُ لَا يَسْمَعُ تِلْكَ النُّصُوصَ أَوْ سَمِعَهَا وَلَمْ تَثْبُتْ عِنْدَهُ

أَوْ عَارَضَهَا عِنْدَهُ مُعَارِضٌ آخَرُ أَوْجَبَ تَأْوِيلَهَا وَإِنْ كَانَ مُخْطِئًا

کفر یہاں وعید کیلئے ہے اگر اس نے نبی ﷺ کی مخالفت کی انکار یہ انداز میں لیکن آدمی اگر نیا نیا مسلمان ہو یا دور دیہات میں اسی کے ہم مثل انکار کرنے کی وجہ سے جو انکار کرے جب تک حجت قائم نہ ہو جائے کفر کا فتوی نہیں لگا سکتے یا اس نے اس نص کو سنا ہی نہیں یا سنا لیکن وہ حدیث اس کے نزدیک درست نہیں یا اس کے پاس کوئی معارض ہو جس سے وہ اس حدیث کو معارض پاتا ہو جس وجہ سے تاویل واجب ہو جاتی ہے اگرچہ وہ تاویل میں خطا کر رہا ہو۔ (المجموع الفتاوی:۱)

ابن القیم کہتے ہیں

وَكُفْرُ الْجُحُوْدِ نَوْعَانِ : كُفْرٌ مُّطْلَقٌ عَامٌ وَكُفْرٌ مُّقَيِّدٌ خَاصٌّ

فَالْمُطْلَقُ : أَنْ يَّجْحَدَ جُمْلَةَ مَا أَنْزَلَهُ اللّٰهُ وَإِرْسَالُهُ الرَّسُوْلِ

وَالْخَاصُّ الْمُقَيِّدُ : أَنْ يَجْحَدَ فَرْضاً مِّنْ فُرُوْضِ الْإِسْلَامِ أَوْ تَحْرِيْمِ مُحَرَّمٍ مِّنْ مُّحَرَّمَاتِهِ

أَوْ صِفَةٍ وَصَفَ اللّٰهُ بِهَا نَفْسَهُ أَوْ خَبْراً أَخْبَرَ اللّٰهُ بِهِ

عَمَداً أَوْ تَقْدِيْماً لِّقَوْلِ مَنْ خَالَفَهُ عَلَيْهِ لِغَرْضٍ مِّنَ الْأَغْرَاضِ

وَأَمَّا جَحَدَ ذٰلِكَ جَهْلاً أَوْ تَأْوِيْلاً يَعْذُرُ فِيْهِ صَاحِبُهُ : فَلاَ يُكَفَّرُ صَاحِبُهُ بِهِ

کفر الجحو د کی دو قسمیں ہیں ۱۔ عام مطلق کفر ۲۔ مقید خاص

کفر مطلق عام: وہ ہے ایسے جملے کا انکار کرے جو اللہ نے نازل کیا اور رسول اللہ ﷺ کو جو دیکر بھیجا۔

کفر مقید خاص: وہ ہے اسلام کے فرائض یا اس کے محرمات میں سے کسی حرام چیز کا انکار کرے یا اس صفت کا جو اللہ نے اپنے لئے خاص کیا ہے یا کوئی خبر جو اللہ نے بطور خبر بتایا ہو جان بوجھ کر مخالفت کرے یا کسی اور غرض سے اگر اس نے انکار کیا جہالت کی وجہ سے یا تاویل کرتے ہوئے تو وہ معذور سمجھا جائے گا اور اس پر کفر کا فتوی نہیں

لگا سکتے۔ (مدارج السالکین ج ا ص ۳۳۸)

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رَأَی رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً

رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو قربانی کے جانور کو ہانک رہا تھا۔

نسائی کی روایت میں ہے

وَقَدْ جَهَدَهُ الْمَشْيُ

پیدل چلنے کی وجہ سے تھکا ہوا تھا

رسول اللہ ﷺ نے کہا

فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ

فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ

قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الثَّانِيَةِ

سوار ہو جا تو اس نے کہا یہ قربانی کا جانور ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے سوار ہو جا۔ اس نے کہا قربانی کا جانور ہے۔ تو اللہ کے رسول ﷺ نے کہا: تمہارے لئے بربادی ہو دوسری یا تیسری مرتبہ کہا۔

(بخاری: کتاب الحج: قربانی کے جانور پر سوار ہونے کا بیان، مسلم: کتاب الحج: قربانی کے جانور پر سوار ہونے کا بیان جب کہ آدمی اس کا محتاج ہو جائے)

۲- جو نص کو قبول نہ کرے تاؤیل کی وجہ سے یا کسی عالم کے قول کی وجہ سے

شقیق کہتے ہیں

كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي مُوسَى

فَقَالَ أَبُو مُوسَى يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ

أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدْ الْمَاءَ شَهْرًا كَيْفَ يَصْنَعُ بِالصَّلَاةِ

فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَا يَتَيَمَّمُ وَإِنْ لَمْ يَجِدْ الْمَاءَ شَهْرًا

فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَكَيْفَ بِهَذِهِ الْآيَةِ فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ

﴿ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا ﴾

فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ:

لَوْ رُخِّصَ لَهُمْ فِي هَذِهِ الْآيَةِ لَأَوْشَكَ إِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمْ الْمَاءُ أَنْ يَتَيَمَّمُوا بِالصَّعِيدِ

فَقَالَ أَبُو مُوسَى لِعَبْدِ اللَّهِ أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ :

بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدْ الْمَاءَ

فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّابَّةُ

ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ

فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ بِيَدَيْكَ هَكَذَا

ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ الْأَرْضَ ضَرْبَةً وَاحِدَةً

ثُمَّ مَسَحَ الشِّمَالَ عَلَى الْيَمِينِ وَظَاهِرَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهُ

فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ أَوَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ

میں عبداللہ اورابوموسی کے پاس بیٹھا تھا ابوموسی نے کہا اے ابوعبدالرحمن وہ شخص جو ایک مہینہ پانی نہ پائے تو نماز کیسے ادا کرے عبداللہ نے کہا تیمّم نہیں کریگا اگر چہ وہ ایک مہینہ پانی نہ پائے ابوموسی نے کہا اس آیت کا کیا کروگے جو سورہ مائدہ میں (فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا) اگر پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرلیا کرو تو عبداللہ نے کہا اگر ان کو رخصت دیدیا جائے تو ممکن ہے جب پانی ٹھنڈا ہو تو وہ تیمّم ہی کریں ابوموسی نے کہا کیا آپ نے عمار کا قول نہیں سنا رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی ضرورت کیلئے بھیجا تھے تو مجھ کو جنابت لاحق ہوگئی اور میں پانی نہیں حاصل کرسکا تو اس وقت میں زمین پر جانوروں کی طرح لوٹا پھر جب میں واپس اایا تو نبی ﷺ سے پورا واقعہ بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے کہا تیرے لئے یہی کافی تھا کہ تو اپنا دونوں ہاتھ زمین پر مارتا پھر آپ نے زمین پر ایک بار ہاتھ مار کر بتایا پھر بائیں ہاتھ سے داہنے ہاتھ پر مسح کیا اور ہتھیلی کا باہری حصہ پھر چہرے کا مسح کیا تو عبداللہ نے کہا کیا عمر عمار کے قول سے مطمئن تھے۔

(بخاری: کتاب التیمم: تیمما یک مرتبہ کیا جائے، مسلم: الحیض: تیمّم کا بیان)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لَا تَمْنَعُوا النِّسَاءَ مِنَ الْخُرُوْجِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ

فَقَالَ ابْنٌ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ لَا نَدَعُهُنَّ يَخْرُجْنَ فَيَتَّخِذْنَهُ دَغَلًا

قَالَ فَزَبَرَهُ ابْنُ عُمَرَ

وَقَالَ : أَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ وَتَقُولُ لَا نَدَعُهُنَّ

اپنی عورتوں کو رات میں مسجد میں جانے سے نہ روکو تو ابن عمر کے بیٹے نے کہا ہم انہیں جانے کی اجازت نہیں دونگا وہ اس کو فتنہ بنالیں گی تو ابن عمر نے انکو پتھر سے مارا اور کہا میں کہتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور تو کہتا ہے میں جانے کی اجازت نہیں دونگا۔

(مسلم: کتاب الصلاۃ: عورتوں کا مسجد کی طرف نکلنا جب کہ فتنہ نہ ہو اور اس بات کا بیان کہ وہ خوشبو لگا کر نہ نکلیں)

تقلید

عام آدمی عالم سے معلوم کرنے کے بعد اسکے قول پر عمل کریگا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

معلوم کرو علم والوں سے اگر تم کو معلوم نہیں ہے۔ (النحل ۱۶:۴۳، الانبیاء ۲۱:۷)

ابن کثیر نے کہا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (النساء:59)

قَالَ" ... وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَنَّهَا عَامَّةٌ فِي كُلِّ أُوْلِي الْأَمْرِ مِنَ الْأُمَرَاءِ وَالْعُلَمَاءِ كَمَا تَقَدَّمَ

وَقَدْ قَالَ تَعَالَى: لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ

وَقَالَ تَعَالٰی ((فَاسْأَلُوْا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لا تَعْلَمُوْنَ))

اے ایمان والواطاعت کرواللہ کی اوررسول کی اوراولی الامر کی جوتم پر ہوں۔ (النساء۴:۵۹)

اس آیت کے ضمن میں ابن کثیر نے کہا: اللہ خوب جانتا ہےاولی الامر علماء اور امراء کیلئے عام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیوں انکے رہبر اور علماء انکو گناہ اور حرام کھانے سے منع کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: معلوم کروعلم والوں سے اگرتم کو معلوم نہیں ہے۔ (النحل ۴۳ الانبیاء ۷)

شیخ محمد الشنقیطی نے کہا

وَالتَّحْقِيْقُ : أَنَّ التَّقْلِيْدَ مِنْهُ مَا هُوَ جَائِزٌ ، وَمِنْهُ مَا لَيْسَ بِجَائِزٍ.

وَمِنْهُ مَا خَالَفَ فِيْهِ الْمُتَأَخِّرُوْنَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْقُرُوْنِ الثَّلاثَةِ الْمُفْضَلِيَّةِ.

وَسَنَذْكُرُ كُلَّ الْأَقْسَامِ هُنَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مَعَ بَيَانِ الْأَدِلَّةِ.

أَمَّا التَّقْلِيْدُ الْجَائِزُ الَّذِى لَا يَكَادُ يُخَالِفُ فِيْهِ أَحَدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَهُوَ تَقْلِيْدُ الْعَامِيِّ عَالِماً أَهْلاً لِلْفُتْيَا فِى نَازِلَةٍ نَزَلَتْ بِهِ

وَهٰذَا النَّوْعُ مِنَ التَّقْلِيْدِ كَانَ شَائِعاً فِى زَمَنِ النَّبِيِّ (وَلاَ خِلافَ فِيْهِ .

فَقَدْ كَانَ الْعَامِيُّ يَسْأَلُ مَنْ شَاءَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (عَنْ حُكْمِ النَّازِلَةِ تَنزَّلَ بِهِ فَيُفْتِيْهِ فَيَعْمَلُ بِفُتْيَاهُ .

وَإِذَا نَزَلَتْ بِهِ نَازِلَةٌ أُخْرَى لَمْ يَرْتَبِطْ بِالصَّحَابِيِّ الَّذِى أَفْتَاهُ أَوَّلاً

بَلْ يَسْأَلُ عَنْهَا مَنْ شَاءَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (ثُمَّ يَعْمَلُ بِفُتْيَاهُ.

...وَبَعْضُ الْعُلَمَاءِ يَقُوْلُ : إِنَّ تَقْلِيْدَ الْعَامِيِّ الْمَذْكُوْرِ لِلْعَالِمِ وَعَمْلُهُ بِفُتْيَاهُ مِنَ الْإِتِّبَاعِ لَا مِنَ التَّقْلِيْدِ.

وَالصَّوَابُ : أَنَّ ذٰلِكَ تَقْلِيْدٌ مَّشْرُوْعٌ مُجَمَّعٌ عَلَى مَشْرُوْعِيَّتِهِ.

وَأَمَّا مَا لَيْسَ مِنَ التَّقْلِيْدِ بِلَا خِلافٍ

فَهُوَ تَقْلِيْدُ الْمُجْتَهِدِ - الَّذِى ظَهَرَ لَهُ الْحُكْمُ بِاجْتِهَادِهِ -مُجْتَهِداً آخَرُ يَرَى خِلافَ مَا ظَهَرَ لَهُ هُوَ لِلْإِجْمَاعِ عَلَى أَنَّ الْمُجْتَهِدَ إِذَا ظَهَرَ لَهُ

الْحُكْمُ بِاجْتِهَادِهِ لَا يَجُوْزُ لَهُ التَّقْلِيْدُ غَيْرَهُ الْمُخَالِفِ لِرَأْيِهِ.

وَأَمَّا نَوْعُ التَّقْلِيْدُ الَّذِى خَالَفَ فِيْهِ الْمُتَأَخِّرُوْنَ الصَّحَابَةُ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْقُرُوْنِ الْمَشْهُوْدِ لَهُمْ بِالْخَيْرِ ،

فَهُوَ تَقْلِيْدُ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مُّعَيِّنٍ دُوْنَ غَيْرِهِ ، مِنْ جَمِيْعِ الْعُلَمَاءِ .

فَإِنَّ هٰذَا النَّوْعِ مِنَ التَّقْلِيْدِ ، لَمْ يَرِدْ بِهِ نَصٌّ مِّنَ كِتَابٍ وَّلا سُنَّةٍ ، وَّلَمْ يَقُلْ بِهِ أَحَدٌ مِّنَ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (

وَلا أَحَدٌ مِّنَ الْقُرُوْنِ الثَّلاثَةِ الْمَشْهُوْدِ لَهُمْ بِالْخَيْرِ وَهُوَ مُخَالِفَةٌ لِّأَقْوَالِ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ

فَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِّنْهُمْ بِالْجُمُوْدِ عَلَى قَوْلِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مُعَيَّنٍ دُوْنَ غَيْرِهِ ، مِنْ جَمِيْعِ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ .

فَتَقْلِيْدُ الْعَالِمِ الْمُعَيَّنِ مِنْ بِدْعِ الْقَرْنِ الرَّابِعِ

وَمَنْ يَدَّعَى خِلافَ ذٰلِكَ ، فَلْيُعَيِّنْ لَنَا رَجُلاً وَّاحِداً مِنَ الْقُرُوْنِ الثَّلاثَةِ الْأَوَّلِ الْتَزَمَ مَذْهَبَ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مُعَيَّنٍ

وَلَنْ يَّسْتَطِيْعَ ذٰلِكَ أَبَداً ، لِأَنَّهُ لَمْ يَقَعَ أَلْبَتَّةَ

تحقیق یہ ہے کہ تقلید جائز بھی ہے اورنا جائز بھی ہے اورانہی میں سے وہ ہے جس کی مخالفت صحابہ اوران کے علاوہ دوسرے متقدمین اورمتاخرین نے کیا ہے میں ان میں سے ہرایک کے دلائل کو مکمل طور پر بیان کروں گا۔

جائز تقلید جس کی مخالفت کسی مسلمان نے نہیں کی ہے وہ ہے عامی کو اپنے درمیان کے مسائل کا حل اپنے علماء سے کرنا یہ تقلید نبی ﷺ کے زمانے میں عام تھی اس میں کسی نے

اختلاف نہیں کیا عام آدمی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کسی صحابی رسول سے سوال کرتا اپنے اختلافی مسائل میں پھر اس کے فتوے پر عمل کرتا اور جب کوئی دوسرا اختلاف پیدا ہوتا پہلے جس صحابی سے سوال کیا تھا مطمئن نہ ہونے کہ وجہ سے دوسرے صحابی سے سوال کرتا پھر اس کے فتوے پر عمل کرتا اور بعض علماء کہتے ہیں عامی کا کسی عالم کے قول وفعل پر عمل اتباع ہے نہ کہ تقلید صحیح بات یہ ہے کہ یہ جائز تقلید ہے جو مشروع ہے۔اور جو تقلید ہے ہی نہیں بلا کسی اختلاف کے تو وہ کسی مجتہد کی تقلید ہے جس نے اپنے اجتہاد سے کسی مسئلہ کا حکم لگائے دوسرے مجتہد کے رائے کے خلاف اس بات پر اجماع ہے کہ مجتہد جب اپنی رائے سے کسی مسئلہ میں اجتہاد کرے تو اس کیلئے دوسرے کی تقلید جائز نہیں ہے اس کے رائے کی مخالفت کرتے ہوئے اور جس تقلید کی خیر القرون نے مخالفت کی ہے وہ کسی خاص شخص کی تقلید اس کے علاوہ کسی اور عالم کی بات نہ مانے۔

تقلید کی یہ قسم اس کیلئے کتاب وسنت سے کوئی دلیل موجود نہیں ہے اور نہ ہی کسی صحابہ نے اس تقلید کی اجازت دی ہے اور نہ ہی خیر القرون میں سے کسی نے اور یہ تقلید ائمہ اربع کے قول کے بھی خلاف ہے۔اس تقلید کی اجازت کہ کسی مسلمان عالم نے نہیں دی کی کسی خاص شخص معین کی تقلید کیجائے تو کسی معین شخص کی تقلید چوتھی صدی میں بدعت ہے اور جو اس کے خلاف دعوا کرے تو وہ بتائے کی قرون ثلاثہ لوگ کس شخص معین کی تقلید کرتے تھے اور وہ ہرگز نہیں لاسکتے اس لئے کہ کبھی بھی قرون ثلاثہ میں ایسا نہیں ہوا۔

(اضواء البیان: محمد ۲۴)

قرطبی نے کہا

فُرِضَ الْعَامِيُّ الَّذِی لَا یَشْتَغِلُ بِاسْتِنْبَاطِ الْأَحْکَامِ مِنْ أُصُوْلِهَا
لِعَدَمِ أَهْلِیَتِهِ فِیْمَا لَا یَعْلَمُهُ مِنْ أَمْرِ دِیْنِهِ
وَیَحْتَاجُ إِلَیْهِ أَنْ یَّقْصِدَ أَعْلَمَ فِی زَمَانِهِ وَبَلَدِهِ فَیَسْأَلُهُ عَنْ نَازِلَتِهِ فَیَمْتَثِّلُ فِیْهَا فَتْوَاهُ
لِقَوْلِهِ تَعَالَی } : فَاسْأَلُوْا أَهْلَ الذِّکْرِ إِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

دینی معاملات میں اس کا اہل نہ ہونے کہ وجہ سے کہ وہ احکام ومسائل میں استنباط کریں ایسی صورت میں عام آدمی کیلئے تقلید جائز ہے۔عامی محتاج ہوتا ہے جو اس کے شہر میں اس کے زمانے میں ہو۔وہ اپنے اختلافی مسئلہ میں اس کی طرف قصد کرتا ہے اور اس کے فتویٰ پر زندگی گزارتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق معلوم کرلو ان سے جو نہیں جانتے ہو ان سے جو جانتے ہیں۔ (تفسیر قرطبی: البقرۃ ۲: ۱۷۰)

ابن تیمیہ نے کہا

وَالَّذِی عَلَیْهِ جَمَاهِیرُ الْأُمَّةِ أَنَّ الِاجْتِهَادَ جَائِزٌ فِی الْجُمْلَةِ ؛ وَالتَّقْلِیدَ جَائِزٌ فِی الْجُمْلَةِ
لَا یُوجِبُونَ الِاجْتِهَادَ عَلَی کُلِّ أَحَدٍ وَیُحَرِّمُونَ التَّقْلِیدَ
وَلَا یُوجِبُونَ التَّقْلِیدَ عَلَی کُلِّ أَحَدٍ وَیُحَرِّمُونَ الِاجْتِهَادَ
وَأَنَّ الِاجْتِهَادَ جَائِزٌ لِلْقَادِرِ عَلَی الِاجْتِهَادِ وَالتَّقْلِیدَ جَائِزٌ لِلْعَاجِزِ عَنْ الِاجْتِهَادِ .
فَأَمَّا الْقَادِرُ عَلَی الِاجْتِهَادِ فَهَلْ یَجُوزُ لَهُ التَّقْلِیدُ ؟ هَذَا فِیهِ خِلَافٌ
وَالصَّحِیحُ أَنَّهُ یَجُوزُ حَیْثُ عَجَزَ عَنْ الِاجْتِهَادِ :
إمَّا لِتَکَافُؤِ الْأَدِلَّةِ وَإِمَّا لِضِیقِ الْوَقْتِ عَنْ الِاجْتِهَادِ وَإِمَّا لِعَدَمِ ظُهُورِ دَلِیلٍ لَهُ ؛
فَإِنَّهُ حَیْثُ عَجَزَ سَقَطَ عَنْهُ وُجُوبُ مَا عَجَزَ عَنْهُ وَانْتَقَلَ إلَی بَدَلِهِ وَهُوَ التَّقْلِیدُ
کَمَا لَوْ عَجَزَ عَنْ الطَّهَارَةِ بِالْمَاءِ .
وَکَذَلِکَ الْعَامِّیُّ إذَا أَمْکَنَهُ الِاجْتِهَادُ فِی بَعْضِ الْمَسَائِلِ جَازَ لَهُ الِاجْتِهَادُ
فَإِنَّ الِاجْتِهَادَ مُنَصَّبٌ یَقْبَلُ التجزی وَالِانْقِسَامَ
فَالْعِبْرَةُ بِالْقُدْرَةِ وَالْعَجْزِ

جمہور ائمہ کا خیال ہے کہ ایک وقت میں اجتہاد جائز ہے اور ایک وقت میں تقلید جائز ہوتا ہے۔اجتہاد ہر ایک کیلئے واجب نہیں اور تقلید حرام ہے اس کے برخلاف ہر ایک کیلئے

تقلید واجب نہیں ہے اور اجتہاد حرام ہے۔اجتہاد اس کیلئے جائز ہے جو اسکی طاقت رکھتا ہو اور جو اجتہاد سے عاجز ہو اس کیلئے تقلید جائز ہے کیا جو اجتہاد کی طاقت رکھتا ہے اس کیلئے تقلید جائز ہے؟ اس میں اختلاف ہے لیکن درست بات یہ ہے کہ جس مسئلے میں اجتہاد سے عاجز ہو اس وقت تقلید جائز ہے دلیل کے حاصل کرنے میں سستی کی وجہ سے یا وقت میں تنگی کی وجہ سے اجتہاد نہ کر سکے یا اس پر دلیل واضح ہی نہ ہو سکے۔اگر وہ جو اس پر پیش کیا جائے اس سے عاجز ہو جائے تو اس سے واجب ساقط ہو جاتی ہے اور اس کے ماسواء تقلید جائز ہو جاتی ہے جس طرح طہارت کیلئے پانی سے عاجز ہو جانے والا شخص کرتا ہے یعنی پاک مٹی سے تیمّم کرتا ہے وغیرہ۔اسی طرح عامی آدمی جب وہ اجتہاد کی طاقت جس مسئلہ میں رکھتا ہو اجتہاد کر سکتا ہے۔اس لئے اجتہاد تقسیم ہوتا رہتا ہے مختلف حالات میں اس لئے جو عاجز ہے وہ تقلید کریگا اور جو قادر ہوگا وہ اجتہاد کریگا
(المجموع الفتاویٰ ج۲۰ص۲۰۳۔۲۰۴)

۲۔جس نے کسی عالم کے فتوے پر عمل کیا اور اس عالم سے ہی غلطی ہوگئی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أُفْتِیَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ

جسے بغیر علم کے فتویٰ دیا گیا اس کا گناہ اس پر ہوگا جو فتویٰ دے گا۔(ابوداؤد،حاکم:ابوہریرۃؓ)(حسن:صحیح الجامع:۶۰۶۸)

دوسری روایت میں ہے

مَنْ أُفْتِیَ بِفُتْيَا غَيْرَ ثَبَتٍ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ

جس نے غیر ثابت فتویٰ دیا تو گناہ فتویٰ دینے والے پر ہے۔ (ابن ماجہ،حاکم:ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)(حسن:صحیح الجامع:۶۰۶۹)

شمس الحق عظیم آبادی نے کہا

مَنْ أُفْتِیَ بِغَيْرِ عِلْمٍ :
أَیْ مَنْ وَقَعَ فِی خَطَأٍ بِفَتْوَى عَالِم
فَالْإِثْم عَلَى ذَلِکَ الْعَالِم
وَهَذَا إِذَا لَمْ يَكُنْ الْخَطَأ فِی مَحَلّ الِاجْتِهَاد
أَوْ كَانَ إِلَّا أَنَّهُ وَقَعَ لِعَدَمِ بُلُوغه فِی الِاجْتِهَاد حَقّه .

جس کو بغیر علم کے فتویٰ دیا گیا یعنی جو شخص کسی عالم کے فتوے کیوجہ سے غلطی میں مبتلاء ہو گیا تو گناہ اس عالم پر ہوگا اور عالم اس وقت غلطی پر ہوگا جب اجتہاد میں اس سے غلطی نہ ہوئی ہو ورنہ وہ گنہگار ہوگا کیوں کہ اس نے اجتہاد کیا جب کہ وہ اجتہاد کے لائق نہیں تھا۔ (عون المعبود:التوقی من الفتیا)

۴۔اتمام حجت

۱۔بغیر تبلیغ کے کفر کا فتویٰ نہیں دیا جا سکتا ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولً

ہم عذاب نہیں دیتے ہیں جب تک کہ رسول نہ بھیج دیں۔ (الاسراء۱۷:۱۵)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ

تمام رسول بشارت دینے والے اور ڈرانے والے تھے اللہ نے رسولوں کو اسلئے بھیجا تا کہ اللہ کی طرف سے لوگوں کیلئے حجت قائم ہو جائے۔ (النساء۴:۱۵۶)

اللہ تعالیٰ نے جھنم والوں کے بارے میں فرمایا

كُلَّمَا أُلْقِىَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ .

قَالُوا بَلَى قَدْ جَائَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا

وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِى ضَلَالٍ كَبِيرٍ

جب بھی کوئی فوج جھنم میں داخل کی جائے گا تو اس سے جھنم کا داروغہ سوال کرے گا کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا کہے گا کیوں نہیں آیا تھا لیکن ہم نے جھٹلا دیا اور کہا اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا بیشک تم بڑی گمراہی میں ہو۔ (الملک ۶۷:۸۔۹)

ابن کثیر نے کہا:

يَذْكُرُ تَعَالَى عَدْلَهُ فِى خَلْقِهِ

وَأَنَّهُ لَا يُعَذِّبُ أَحَدًا إِلَّا بَعْدَ قِيَامِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِ وَإِرْسَالِ الرَّسُوْلِ إِلَيْهِ

اللہ نے اپنا انصاف اپنے بندوں کے بارے میں بیان کیا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو بغیر حجت قائم کئے اور رسول بھیجے عذاب نہیں دیگا۔ (تفسیر ابن کثیر ملک ۶۷:۸۔۹)

۲۔ اہل فترۃ کا حکم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

أَرْبَعَةٌ يَّحْتَجُّوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ :

رَجُلٌ أَصَمٌّ وَرَجُلٌ أَحْمَقُ وَّرَجُلٌ هَرَمٌ وَرَجُلٌ مَّاتَ فِى الْفَتْرَةِ

فَأَمَّا الْأَصَمُّ فَيَقُوْلُ : يَا رَبِّ لَقَدْ جَاءَ الْإِسْلَامُ وَمَا أَسْمَعُ شَيْئاً

وَّأَمَّا الْأَحْمَقُ فَيَقُوْلُ : رَبِّ قَدْ جَاءَ الْإِسْلَامُ وَالصِّبْيَانُ يَحْذِفُوْنَنِى بِالْبَعْرِ

وَّأَمَّا الْهَرِمُ فَيَقُوْلُ : رَبِّ لَقَدْ جَاءَ الْإِسْلَامُ وَمَا أَعْقُلُ

وَأَمَّا الَّذِى مَاتَ فِى الْفَتْرَةِ فَيَقُوْلُ : رَبِّ مَا أَتَانِى لَكَ رَسُوْلٌ

فَيَأْخُذُ مَوَاثِيْقَهُمْ لِيُطِيْعُنَهُ

فَيُرْسِلُ إِلَيْهِمْ رَسُوْلًا أَنِ ادْخُلُوْا النَّارَ

قَالَ : فَوَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ لَوْ دَخَلُوْهَا كَانَتْ عَلَيْهِمْ بَرْدًا وَّسَلَامًا

چار لوگ قیامت کے دن حجت قائم کریں گے۔ بہرا آدمی۔ پاگل آدمی۔ بوڑھا آدمی۔ اور وہ آدمی جو ایک نبی سے دوسرے نبی کے درمیان میں آیا بہرا کہے گا میرے پاس اسلام آیا اور میں نے کچھ نہیں سنا۔ پاگل آدمی کہے گا اسلام آیا اور بچے مجھے مینگنی سے مارتے تھے۔ بوڑھا کہے گا میرے پاس اسلام آیا اور میں نے کچھ نہیں سمجھا۔ اور وہ آدمی جو ایک نبی سے دوسرے نبی کے درمیان میں فوت ہوا وہ کہے گا میرے پاس تیرا رسول نہیں آیا اس وقت اللہ ان سے عہد و میثاق لیگا کہ وہ ضرور بضرور اللہ کی اطاعت کرینگے اس وقت اللہ ان کے پاس ایک رسول بھیجے گا کہ ان کو حکم دو وہ جھنم میں داخل ہو جائیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر وہ داخل ہو جائیں اس میں تو وہ ان کیلئے ٹھنڈی اور سلامت والی ہو جائے۔

(احمد، ابن حبان: اسود بن سریع، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما) (صحیح: صحیح الجامع: ۸۸۱) (ابن حبان: ان لوگوں کا ذکر جو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے جھگڑیں گے)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

يُؤْتَى بِأَرْبَعَةٍ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ بِالْمَوْلُوْدِ وَ بِالْمَعْتُوْهِ وَ بِمَنْ مَّاتَ فِى الْفِتْرَةِ وَ الشَّيْخِ الفَانِى ،
كُلُّهُمْ يَتَكَلَّمُ بِحُجَّتِهِ فَيَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى لِعُنُقٍ مِّنَ النَّارِ : اَبْرِزْ
فَيَقُوْلُ لَهُمْ : إِنِّى كُنْتُ أَبْعَثُ إِلٰى عِبَادِى رُسُلاً مِّنْ أَنْفُسِهِمْ
وَ إِنِّى رَسُوْلُ نَفْسِى إِلَيْكُمْ اُدْخُلُوْا هٰذِهِ
فَيَقُوْلُ مَنْ كُتِبَ عَلَيْهِ الشِّقَاءُ : يَا رَبِّ ! أَيْنَ نَدْخُلُهَا وَ مِنْهَا كُنَّا نَفِرُّ ؟
قَالَ : مَنْ كُتِبَ عَلَيْهِ السَّعَادَةُ يَمْضِى فَيَقْتَحِمُ فِيْهَا مُسْرِعاً
قَالَ : فَيَقُوْلُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى : أَنْتُمْ لِرُسُلِى أَشَدُّ تَكْذِيْباً وَّ مَعْصِيَةً
فَيَدْخُلُ هٰٓؤُلَاءِ الْجَنَّةَ وَ هٰٓؤُلَاءِ النَّارَ

چار قسم کے لوگ اللہ کے پاس لائے جائیں گے ۱، بچہ ۲۔ پاگل ۳۔ اور وہ آدمی جو ایک نبی سے دوسرے نبی کے درمیان میں فوت ہوا ۴۔ اور کھوسٹ بوڑھا۔ ہر شخص اپنے بارے میں حجت قائم کریگا اس وقت اللہ جھنم کے داروغے سے کہے گا جھنم ظاہر کرو تو اللہ کہے گا میں نے اپنے بندوں کی طرف انہی میں سے ایک رسول بھیجا تھا اور آج میں خود اپنا رسول ہوں تم سب اس میں داخل ہو جاؤ تو وہ جس پر بدبختی لکھی گئی ہے کہے گا اللہ ہم اس میں کہا داخل ہو جائیں ہم تو اس سے بھاگنے کیلئے تو حجت قائل کر رہے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس پر اللہ نے خوش بختی لکھی ہے اس میں فوراً کود پڑے گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کہے گا تم نے میرے رسول کی نافرمانی کی اور جھٹلایا تو یہ جنت میں داخل ہوں اور یہ آگ میں داخل ہوں۔ (ابویعلی، بزار: انس رضی اللہ عنہ) (السلسلہ الصحیحہ: ۲۴۶۸)

۳۔ جس نے رسول کی مخالفت کی حق واضح آجانے کے بعد

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ
نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَائَتْ مَصِيرًا

جوشخص ہدایت کا راستہ واضح ہو جانے کے بعد بھی رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہوا ،اور اسے دوزخ میں ڈال دیں گے اور وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔ (نساء۴:۱۱۵)

ابن کثیر نے کہا

﴿ وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى ﴾
أَىْ :وَمَنْ سَلَكَ غَيْرَطَرِيْقِ الشَّرِيْعَةِ الَّتِى جَاءَ بِهَا الرَّسُوْلُ (
فَصَارَ فِى شِقٍ وَّالشَّرْعُ فِى شِقٍّ
وَذٰلِكَ عَنْ عَمْدٍ مِّنْهُ بَعْدَمَا ظَهَرَ لَهُ الْحَقُّ وَتَبَيَّنَ لَهُ وَاتَّضَحَ لَهُ

جوشخص ہدایت کا راستہ واضح ہو جانے کے بعد بھی رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے۔ یعنی شریعت کے راستے پر عمل کرنا چھوڑ دیا وہ راستہ لیکر جو رسول اللہ ﷺ لائے تو وہ اور شریعت الگ الگ ہے ایسا اسلئے ہوا کہ شریعت واضح اور ظاہر ہونیکے بعد اس نے مخالفت کی۔ (تفسیر ابن کثیر النساء ۱۱۵)

۴۔ جو حدیث سنے اور اس کی صحت پر مطمئن نہ ہو

نافع کہتے ہیں

قِيلَ لِابْنِ عُمَرَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ:
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (يَقُولُ
مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَهُ قِيرَاطٌ مِنْ الْأَجْرِ
فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَكْثَرَ عَلَيْنَا أَبُو هُرَيْرَةَ
فَبَعَثَ إِلَى عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا فَصَدَّقَتْ أَبَا هُرَيْرَةَ
فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَقَدْ فَرَّطْنَا فِي قَرَارِيطَ كَثِيرَةٍ

ابن عمر سے کہا گیا ابوھریرۃ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا ہے جو جنازہ کے پیچھے جائے تو اس کیلئے ایک قیراط ثواب ہے ابن عمر نے کہا ابوھریرۃ نے ہم پر حدیث بیان کرنے میں زیادہ کیا تو عبداللہ بن عمر نے عائشہؓ کے پاس بھیجا تو انہوں نے تصدیق کی تو ابن عمر نے کہا یقیناً میں نے بہت سے قیراط ضائع کر دیا۔
(بخاری: الجنائز: جنازے کے پیچھے چلنے کی فضیلت، مسلم: کتاب الجنائز: جنازے پر نماز پڑھنے اور اس کے پیچھے چلنے کی فضیلت)

عبدالرحمٰن بن ابزی کہتے ہیں

أَنَّ رَجُلًا أَتَى عُمَرَ فَقَالَ إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدْ مَاءً فَقَالَ لَا تُصَلِّ
فَقَالَ عَمَّارٌ أَمَا تَذْكُرُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَنَا وَأَنْتَ فِي سَرِيَّةٍ فَأَجْنَبْنَا فَلَمْ نَجِدْ مَاءً
فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فِي التُّرَابِ وَصَلَّيْتُ
فَقَالَ النَّبِيُّ (إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَضْرِبَ بِيَدَيْكَ الْأَرْضَ
ثُمَّ تَنْفُخَ ثُمَّ تَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَكَ وَكَفَّيْكَ
فَقَالَ عُمَرُ اتَّقِ اللَّهَ يَا عَمَّارُ
قَالَ إِنْ شِئْتَ لَمْ أُحَدِّثْ بِهِ

ایک آدمی نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا میں جنبی ہوا اور میں پانی نہیں حاصل کر سکا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نماز نہ پڑھ تو عمار نے کہا اے امیر المومنین کیا آپ کو یاد نہیں مجھے اور آپ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ پر بھیجا تھا اور ہم کو جنابت لاحق ہوئی اور ہمیں پانی نہیں ملا تھا وہاں آپ نے نماز نہیں پڑھی تھی اور میں مٹی میں لوٹا اور نماز پڑھلی تو نبی ﷺ نے کہا تمہارے کئے یہی کافی تھا کہ تم اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مار پھر پھونک پھر مسح کر ان دونوں سے اپنے چہرے اور ہتھیلی کا تو عمرؓ نے کہا اے عمارؓ اللہ سے ڈر عمارؓ نے کہا اگر آپ کہیں تو میں آپ سے بیان ہی نہ کروں عمرؓ نے کہا آپ جانیں اور آپ کا کام جانے۔ (مسلم: الحیض: تیمم کا بیان)

اور مسند احمد میں ہے

قَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنْ شِئْتَ لَمْ أَذْكُرْهُ مَا عِشْتُ- أَوْ مَا حَيِيتُ -
قَالَ كَلَّا وَاللَّهِ وَلَكِنْ نُوَلِّيكَ مِنْ ذَلِكَ مَا تَوَلَّيْتَ

عمار رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین! اگر آپ چاہیں تو میں پوری زندگی اسے نہ بیان کروں عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم ہرگز نہیں! ہم آپ کو اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف آپ پھرو گے (آپ اپنی باتوں کے ذمہ دار ہیں)
(احمد: ۱۸۹۰۲) شعیب ارنووط نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے سوائے بین ذراعیہ کے لفظ کے [یہ لفظ ہمارے اس مضمون میں ذکر نہیں]

۵۔جس نے بظاہر کفریہ جملہ کہا تو اس سے اسکا مقصد معلوم کیا جائیگا

ابی ابن کعب سے مروی ہے

كَانَ رَجُلٌ بِالْمَدِينَةِ لَا أَعْلَمُ رَجُلًا كَانَ أَبْعَدَ مِنْهُ مَنْزِلًا أَوْ قَالَ دَارًا مِنْ الْمَسْجِدِ مِنْهُ

فَقِيلَ لَهُ لَوْ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا فَرَكِبْتَهُ فِي الرَّمْضَاءِ وَالظُّلُمَاتِ

فَقَالَ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ دَارِي أَوْ قَالَ مَنْزِلِي إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ

فَنُمِيَ الْحَدِيثُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ (

فَقَالَ مَا أَرَدْتَ بِقَوْلِكَ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ مَنْزِلِي أَوْ قَالَ دَارِي إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ

قَالَ أَرَدْتُ أَنْ يُكْتَبَ إِقْبَالِي إِذَا أَقْبَلْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ

وَرُجُوعِي إِذَا رَجَعْتُ إِلَى أَهْلِي

قَالَ أَعْطَاكَ اللَّهُ تَعَالَى ذَلِكَ كُلَّهُ

أَوْ أَنْطَاكَ اللَّهُ مَا احْتَسَبْتَ

مدینہ میں ایک آدمی تھا جس کا گھر میرے علم کے مطابق مسجد نبوی سے سب سے زیادہ دور تھا اسکو مشورہ دیا گیا کہ کیوں نہ تم ایک گدھا خرید کر اسکی سواری سے تاریکیوں اور گرمی کے کے دنوں میں لطف اندوز ہوا انھوں نے جواب دیا میں اس بات پر خوشی محسوس نہیں کرتا کہ میرا گھر مسجد کے بغل میں ہوا انکی یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دی گئی آپ نے ان سے کہا تمہارا کیا مقصد تھا یہ کہنے میں کہ میں اس بات پر خوشی محسوس نہیں کرتا کہ میرا گھر مسجد کے بغل میں ہو تو انہوں نے کہا میرا مقصد یہ تھا کہ جب جب میں مسجد میں آؤں یا مسجد سے جاؤں تو اجر لکھا جائے نبی ﷺ نے کہا اللہ تم کو ہر وہ چیز دے جو تم نے ارادہ کیا یا دے تم ہر وہ جو تم نے نیت کی۔

(مسند احمد: عثمان بن مھدی کی وہ حدیثیں جنھیں انہوں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)(اس کی اصل صحیح مسلم میں ہے: کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ: مسجد کی طرف زیادہ قدموں کے ساتھ جانے کی فضیلت)